أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللهِ لَا يَمُوتُونَ

الحمد للہ کہ

کتاب لاجواب جامع صراحت مقامات عشرۂ صوفیہ مجسم فیض

یعنی

مثنوی معدنِ فیض

مصنفۂ

پیشوائے عرفائے زمن مقبول بارگاہ ربّ ذو المنن حضرت سید شاہ محمد احسن اشرف قادری سہروردی الٰہ آبادی

معہ

تذکرۂ حالات جناب مصنف علیہ الرحمۃ

جسمیں

ضمناً حالات برادر مصنف سید الاقطاب مرشد اولی الالباب قدوۂ اولیائے کرام پیشوائے عرفائے عظام عمدۃ الفضلاء والمتکلمین قدوۃ الفقہاء والمحدثین حضرت قاری حافظ حاجی مولٰنا حکیم ابو محمد سید شاہ فخر الدین احمد المعروف حضرت حکیم بادشاہ قادری السہروردی نقشبندی المجددی نعیم اللٰہی الہ آبادی قدس سرہما العزیز

مؤلفہ

مولائی و مرشدی حضرت مولٰنا شاہ احمد حسین خانصاحب امروہوی ثم الحیدرآبادی دامت فیوضہم

شمس الاسلام پریس حیدرآباد میں طبع ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تذکرہ

بعد حمد خدائے رب العالمین ونعت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ اجمعین۔ خاکپائے درویشان فقیر احمد حسین خان بن قطب زمان حضرت حافظ محمد عباس علیخان الامروہی مرید وخلیفہ رشید سرچشمہ رشد وہدایت گوہر دریائے زہد وولایت حقایق ومعارف آگاہ فضیلت وکمالات دستگاہ عارف شان علوی انتساب سید الاقطاب مرشد اولی الالباب مشعلہ شبستان طریقت قافلہ سالار شاہراہ حقیقت امام صوفیہ ریاضت ساقی میکدہ انابت قدوۃ اولیائے کرام قطب اقطاب عظام عمدۃ الفضلا والمتکلمین قدوۃ الفقہاء والمحدثین زبدۃ القراء والمفسرین حافظ کلام اللہ حاجی بیت اللہ مولنا ومرشدنا حضرت ابو محمد حکیم سید فخر الدین احمد القادری السہروردی النقشبندی المجددی عرف حضرت حکیم بادشاہ الہ آبادی فرزند نجیب وخلیفہ جانشین قطب الاقطاب حضرت سید شاہ محمد زمان القادری الالہ آبادی فرزند وسجادہ درگاہ حضرت غوث زمان سید شاہ محمد رفیع الزمان القادری الالہ آبادی خلیفہ وجانشین وہمشیرہ زادہ حضرت مولنا سید شاہ محمد قائم القادری الالہ آبادی خلیفہ وجانشین فرزند رشید حضرت سید شاہ عبد اللطیف القادری السہروردی خدمت بابرکت ناظرین تمکین میں عرض پرداز ہے کہ اگرچہ بموجب مقولہ مشہور اُنْظُرُوْا اِلٰی مَا قَالَ وَلَا تَنْظُرُوْا اِلٰی مَنْ قَالَ (یعنے کلام کو دیکھو کہ کس پایہ کا ہے نہ متکلم کو کہ وہ کون شخص ہے) مصنف مثنوی علیہ الرحمہ کی سوانح عمری کی چنداں ضرورت نہ تھی لیکن چونکہ عِنْدَ ذِکْرِ الْاَبْرَارِ تَنْزِلُ الرَّحْمَۃُ بزرگان دین کے ذکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے اور فرمایا حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ حِکَایَاتُ الْمَشَائِخِ جُنْدٌ مِنْ جُنُوْدِ اللّٰہِ اسی واسطے جناب مولنا جامی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب بہارستان میں منظوم فرمایا ہے **نظم**

ہجوم نفوس ہوا کز سپاہ شیطانند چو رو بر دل مرد خدا آید آورد
بجز جنود حکایات رہنمایان را حیۃ آب آنکہ بریں رہزناں شکست آورد

لہذا ضرور ہوا کہ مختصر تذکرہ بھی حضرت مصنف علیہ الرحمہ کا پیشکش ناظرین کیا جائے واضح ہو کہ مصنف مثنوی شریف علیہ الرحمہ کا نام نامی و اسم گرامی حضرت سید شاہ محمد حسن المتخلص بہ اشرف الحسنی الحسینی القادری الٰہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ ہے آپ اپنے والد ماجد قطب الاقطاب حضرت سید شاہ محمد زماں قادری علیہ الرحمۃ کے خلیفہ اعظم تھے آپکے خاندانی حالات منشی محمد علی المتخلص بہ الفت مرحوم نے جو منظوم کئے ہیں یہ ہیں **نظم**

بسی دل از ان ہادی راہ دیں کہ او زندہ جاوید کرد دین مبیں
دریں شہر طرح اقامت نہاد وز فیض بر شہریاں بر کشاد
چو دیدی زمین نام شہر دیار کنم بر تو با طرز خوش آشکار
دیارے کہ آبادیش از خدا است بریں شہر پیشش ہمہ شہر ہاست
بسے جا بہ نقش بحر ہائے جمیل روانند چوں چشمہ سلسبیل
بنام الٰہ است آبادیش ز وادی ایمن بسے دلکش
مکانات ایں شہر مینو سواد برفعت ز کیوان دل بردہ یاد
خصوصا دو ابرکہ از کاملاں بنا یافت چوں فضائے جناں
کہ ہر یک بلند از عروج سماست تو گوئی یکے از بروج سماست
ز برج فلک زینتش جدا است کہ ہر دائرہ مرکز اولیاست
دریں شہر فرخ بسمت جنوب زمینے بسے زندہ و جائے خوب
دریں خاک پاک آں ولایت پناہ بنا کرد یک دل نشاں خانقاہ
بہ جھونسی جائیکہ گوئے و مہ بسے قریبا نزد ایں خانقہ
با آوان اکبر بوجہ کفاف بنام ہمیں شاہ دیں بے خلاف
اگر حالش از تو نیز خواستگاہ بداں شاہ زدہ الف ندر شتہ
چو بر دست ایں خانقہ را بنا لہذا بنامش کنم ابتدا
چو سازمی ہدایت بانہ ضم شود اسم پاکش عیاں چوں علم
طریقت مآب و فضیلت پناہ ہدایت کن خلق سوئے الٰہ
ازاں بعد آں مفخر عارفاں ملقب شاہ بدیع الزماں
کہ در عہد سلطان فرخ سیر رسید آں معافی باین نامور
سوم آنکہ بر رفعتش آسماں برد رشک یعنی رفیع الزماں
کہ بیعت شدا بود از خال خویش از و رونق خانقہ گشت بیش
بجائیکہ شہرت بنامش گرفت ہمہ شہر فیضان عامش گرفت
سن بیعت او کہ اشرف بگفت ازیں بعد آنرا نباید نہفت
نگارم من آنرا پئے یادگار کہ باشد سن جلسش را شمار

قطعہ تاریخ

رفیع الزماں شاہ عالیمقام بدیع الزماں و سراج مدید
ز خمخانہ عشق در جام شوق چو او کس نے وصل کمتر کشید
ہمہ دیدہ از بہر دیدار حق چو او عارفے چشم گیتی ندید
گذشت از جہاں بہر تا وصل ندائے خدا چوں بگوشش رسید
بتاریخ آں کرد اشرف چو فکر بگفتم بلے در بہشت آرمید
۱۲۰۰ھ

حضرت مولٰنا سید محمد قائم رحمۃ اللہ خلیفہ و جانشین اپنے پدر بزرگوار قطب الاقطاب حضرت سید شاہ عبد اللطیف رحمۃ اللہ علیہ عرف نواب عبد اللطیف خاں بہادر کے تھے نواب صاحب بعہد جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی ممالک مشرقی ہند صوبجات بنگال وغیرہ کے خدمت صوبہ داری پر ممتاز اور خطاب نوابی سے سرفراز تھے یکایک جاذبہ عشق الٰہی آپ کے قلب اطہر میں شعلہ زن ہوا۔ یکبارگی منصب صوبہ داری و جاہ و جلال دنیاوی کو مثل بادشاہ ابراہیم بن ادہم بلخی ترک کر کے شہر جونپور میں شیخ وقت حضرت شاہ راجو محمد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوے جو (۴) واسطوں سے حضرت شیخ ابراہیم قوام الدین فاروقی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت تک پہونچتے ہیں اور اُن کے دست مبارک پر بیعت فرمائی آپ ہی کے آستانہ عالیہ پر قیام اختیار کیا حتی کہ خلافت تامہ عطا ہوئی اور کلاہ و خرقہ سے سرفرازی بخشی گئی پس حسب الحکم مرخص ہو کر شہر الہ آباد میں بمحلہ یحیٰی پور رونق افروز ہوئے۔ جب بادشاہ کو اطلاع ہوئی تو آپکے اس کنارہ کشی فرمانے سے بہت رنج و صدمہ ہوا۔ بالآخر مصارف خانقاہ و فقرا و خدام کے واسطے بہت سے دیہات جاگیر آپ کی خدمت میں بطور نذر گزرانے آپنے اوس سند پر بعد دعا کے یہ تحریر فرمایا کہ اے ظل سبحانی مجھکو آیۂ شریف وَفِی السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ پر یقین کامل ہے۔ لہذا اس سے مجھکو معاف فرمایا جاے اور اوسکو واپس فرمادیا۔ آپنے سنہ ۳۹ میں وصال فرمایا مزار شریف الہ آباد میں ہے

نظم

ز سادات و خاندان شریف — لطیف النسب شاہ عبد اللطیف
بعہد جلال و فر اکبری — سرافراز بودست بر سروری
قوی بازو و دست چنگال بود — طرف دار صوبات بنگال بود
کہ وسعت صوبات ہندوستاں — تیز رو یکے ہم بیک رانگیہ آں
بآخر چو خوف خدا بر فزود — بیکبارگی ترک منصب نمود
چو شاہ بلخ ترک شاہی نمود — توکل بفضل الٰہی نمود
بچشمان کم دیدن جاہ را — پسندیدہ از ترک آں راہ را
لباس فقیرانہ در بر گرفت — یکے تاج مردانہ بر سر گرفت
بپائے طلب با دل پُر ز نور — از انجا گرفتہ رہ جونپور
بر شاہ راجو محمد برفت — از ایشاں کلاہ خلافت گرفت
از اں پس بہ تعمیل ارشاد شاں — رسیدہ بایں شہر مینو نشاں
بر آں بندہ جاکہ ذکرش گذشت — بیاد خدا بر توکل نشست
دمی کایں وقائع با کبر رسید — غمے گشت چوں جائے خود ندید
بنامش نکویش بہ بہر کفاف — بسے کاں کہ دہ نمودہ معاف
بشاں گش فرستاد و منت نمود — بتسلیمش اوراچو دولت نمود
پسندش نیارست او بعد از دعا — نوشتش کہ بر رزقکم فی السماء

مرا اعتقادے قوی شد شہا	کنونم بجانِ تو درمکن رہا	غرض کردہ از دل سلطان ما	زخود کرد عہد و ثنائے وفا
چو زیں دارِ فانی بسوئے ارم	سفر کرد آں شاہِ عالی ہمم	سن رحلت آں ملائک شیم	رقم کردہ شد با سیہ شیخ عجم
مرا او را پسر بود قائم بنام	محمد بفرقش گرفتہ قیام	بفرقش محمد نقابش خدا	درون و برونش نمونہ جد
	یکے فاضلے بود صاحب جمال	شہ معنوی راہماں بود دل	

بالآخر بعد سرحلقہ عارفاں حضرت سید شاہ رفیع الزماں قادری قدس سرہ العزیز آپ کے صاحبزادہ قطب الاقطاب حضرت سید شاہ محمد زماں قادری رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین خانقاہ شریف ہوئے آپکے کمالات کا صیت و آوازہ چار دانگ عالم میں مشتہر ہوا اور آپکی ذات بابرکات مرجع عالم و عالمیاں ہو گئی۔ ہزارہا آدمی اوس آفتاب عالمتاب کے فیضان سے کامیاب ہوئے اور بہتیرا خوارق اور کرامات آپ سے ظہور میں آئیں۔ ایک واقعہ بطور مشتے نمونہ از خروارے یہ ہے کہ بروز عاشورہ حضرت کے یہاں فاتحہ کیلئے شربت تیار ہوا تھا اور سبیل فاتحہ پڑھی گئی لیکن آپکے پائے مبارک کی ٹھوکر سے کسی قدر شربت گر گیا لوگوں نے خدمت مبارک میں تصدیعہ کیا۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ دیکھو مٹلیا شربت سے بھری ہوئی ہے دیکھا گیا تو واقعی مٹلیا لبالب پر تھی۔ بتاریخ ۲۱ شوال المکرم سنہ ۱۲۹۲ ہجری وصال فرمایا مزار اقدس الہ آباد میں ہے۔ نظم

کہ بود او حمی شیر مرسلاں	فدائے حسین محمد زماں	زبس صاحب خرق عادات بود	خداوند کشف و کرامات بود
اگرچہ بسے ہست از کشف او	ولیکن بگویم یکے ایں نکو	رہ بہر نمونہ ازاں اندکے	زبسیار کم لیکے از صد یکے
بطوریکہ خوب ہست در گوش دار	بالا کاست و کرنام رستم	بعاشورہ شہر اندوہ زا	بیوم بکا و بروز عزا
کہ ہیں بانو شاہ عالی جناب	کہ ہیں پا ببو بعقیدت مآب	سبوہا شربت پر از زاکہ	پر و خواندہ از صدق دل فاتحہ
کہ داشتہ بود از بہر آں	کہ سیراب سازد لب تشنگاں	رساند بروح شہیداں ثواب	کہ از روئے بینش کند کامیاب
ز پیرانہ سالی و ضعف بصر	بناگہ زپائے شہ نامور	چو واژوں سبو گشت شربت فشاں	باستادہ خاموش آں قوم ہا
ازیں ماجرا بوئے نیک تن	برے گفتہ گویند باشوے زن	بدو گفت خندہ زناں کیں چنیں	بچشم تو لا مکاں ہیں چہ شد
کہ شد شربت پاک تقسیم خاک	جوابش بفرمود شہ باتپاک	عجب شور کردن بدآوا دتید	ببیں ایں سبو چہ پر از شربت است
بگیر و بہر کس کہ خواہی بدہ	من عیب کوتہ نگاہے منہ	نظر چوں فگندند سوئے سبو	بخود آں بدیدند شربت بہ

بدین گونہ اکثر کراماتِ شان
نویسم کنون قطعہ تاریخ آن
چون بگوشِ قلب آمد صدائے از حق
قطب عالم ولیِ یکتا وہ اہلِ صفا
گفت لبیک اجابت حبیب داعیِ اجل

بدارند مردم بہ بینے بزبان
کہ آنرا نوشت اشرفِ خوش بیان
جست پئے نقش شاہ آن معلی رفت
زین تن خاکی براوج منزلِ علیا رفت
رود در وحیرد حسبِ لما دابر رفت

لہذا برین میکنیم اکتفا
آن محمد کو ملقب بود باشاہ زمان
زیر چرا آب باز عالم بر بقا لا مکان
آفتابی کز وخورشید روشن این جہان
سال تاریخش چنین گفت اشرف زدہ جریان

کہ ختمے نمونہ ز خرو ابہا
نقل فرمود از جہان بحر طارم علی رفت
از پئے دیدار جانان با دلِ شیدا برفت
وا زیر تیرہ دو خاکی زفرق با رفت
بادشاہ اولیا جلیبہ عصر از دنیا برفت ۱۲۵۴ھ

آپکے سات صاحبزادے بدین تفصیل تھے (۱) حضرت سید شاہ ظہور الحسن قادری (۲) حضرت سید شاہ نور الحسن قادری (۳) حضرت سید شاہ علی حسن قادری (۴) حضرت سید شاہ محمد حسن اشرف قادری مصنف مثنوی معدن فیض وغیرہ (۵) مرشدی ومولائی حضرت مولانا حکیم سید شاہ فخر الدین احمد قادری نقشبندی عرف حضرت حکیم بادشاہ قبلہ (۶) مولوی حضرت حکیم سید شاہ علی حیدر قادری (۷) حضرت سید شاہ محمد عباس قادری قدس اللہ اسرارہم وافاض اللہ انوارہم

اس محل پر صرف فرزند چہارم رحمۃ اللہ علیہ مصنف مثنوی معدن فیض کے کیفیت تحریر کرنیکی ضرورت ہے آپکے حالات جو آپکے برادر حقیقی حضرت پیر و مرشد حکیم بادشاہ قدس سرہ العزیز نے اپنے خاندانی حالات کے تذکرہ کے ضمن میں تحریر فرمائے ہیں یہ ہیں کہ جناب اشرف الاولیاء سرحلقۂ صوفیہ صافیہ مقبول بارگاہ ذوالمنن **حضرت سید شاہ محمد حسن صاحب اشرف** فرزند چارمی حضرت قطب الاقطاب دوران بایزید آوان برگزیدۂ یزدان حضرت سید شاہ محمد زمان قدس سرہ الرحمن کہ قبل سجادہ نشینی فقیر مرید وخلیفہ اجل وجانشین بودہ اند۔ واز صرف ونحو وضروریاتِ دین آگاہی میداشتند وکتب درسیہ تصوف بوجہ کمال میداشتند وملازمت احدے اختیار نفرمودند۔ کثیر الصوم والصلوٰۃ بودند۔ وگاہے صوم ایام بیض ترک کردند۔ وستہ شوال ودیگر صوم کہ در سنت واقع شدہ بموجب آن بعمل می آوردند وسخن عارفان میگفتند ومثنوی مولوی روم قدس سرہ العزیز اکثر در مطالعہ میداشتند۔ وغوامض آن بوجہ احسن میکشودند۔ وحقایق ومعارف از منبع طبعش جوش میزد۔ ودرہائے مضامین عرفان از صدفِ دانش بیرون می آمد تصنیف چند مثل مثنوی معدنِ فیض ونصائح ومنظومۂ کیدانی نفقہ ودیوانِ اشرف وکلام اشرف بنعت وماحرفیان اشرف تصوف وترانۂ عشق وغیرہ از جناب ممدوح بر صفحۂ روزگار یادگار است۔ وآنحضرت بمقام

تحقیق قدم زدہ بودند۔ علمائے ظاہر اکثر با جناب موصوف بعلم توحید کہ از والد ماجد خود اکتساب کردہ بودند مناظرہ میکردند و مغلوب میشدند۔ فقیر بعد انفراغ تحصیل علوم تا مدت دہ سال بخدمت حضرت ایشاں استفادہ علوم باطنیہ نمودہ ام و مباحثہ بسیار میکردم و بمطلب فائز میشدم۔ جناب ایشاں بفنا و بقا مشرف گشتہ بمشاہدہ حق استغراقے داشتند۔ و در نسبت باطن وانزوا و جمعیت باطن و نفی خواطر از دل و دماغ ترقیات میکردند۔ تصفیہ و تزکیہ از رذائل نقد حال ایشاں بود۔ لذت و حلاوت بطاعت و نفرت از بدعت و معصیت داشتند۔ آداب ظاہر و باطن و انوار و برکات کہ در صحبت جناب مرحوم حاصل بود و بآں تہذیب نفوس سالکاں میشد غالب است کہ چنیں سعادت بخدمت بزرگان سلف طالباں را دست میداد۔ و بتزکیہ قلب و تصفیہ باطن و صفائی نیت و پاکی طینت و کرم جبلی و مروت فطری و سائر خصال رضیہ و شمائل مرضیہ نظیر نداشتند۔ و مرید کم میکردند۔ اجل خلیفہ و مرید حضرت ایشاں شیخ ہدایت اللہ و نامی برادرزادہ شاہ نذر محمد ثم الکاکوری ہستند و جناب مغفور را حیات چنداں وفا نکرد و بعمر چہل سالگی بمرض تپ دق و سل مبتلا شدہ در سن یکہزار و دو صد و شصت و پنج ہجری داعی اجل را لبیک اجابت گفتند و شربت وصال چشیدند۔
و جناب ممدوح را فرزندیست ارجمند کہ متصف بصفات حمیدہ اند المسمی سید شاہ حیدر حسن سلمہ اللہ من آفات الزمن و ایشاں ہم صاحب اولاد اند فقط لیکن کئی سال کا عرصہ ہوا کہ آپ کا انتقال ہو گیا۔

از نسخہ شجرۃ العارفین مصنفہ منشی محمد علی الفت الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ

چہارم ازاں ہفت گردوں جناب	محمد حسن شاہ اشرف خطاب	لطیف و بدیع و رفیع المکاں	چراغ سمی شہ زماں
سر سالکاں افسر عارفاں	شہ زیب بخش سریر جہاں	خداوند دیوان حمد خدا	ثنا خوان ایشاں امام الہدیٰ
مرا ورا تصانیف عرفانی است	کز آں معدن فیض یکدانی است	دگر با حریفان و تصنیف چند	بعلم تصوف ز فکر بلند
ز لطف مضامین بپرداختہ	بسے شہرہ در خلق انداختہ	برادر زنگ دین شاہ آزادہ بود	خداوند تسبیح و سجادہ بود
ارتقا بعمر سن اربعین	سوے خلد گردید رحلت گزیں	ہم ایں شاہ راہست شہزادہ او	بباغ سخا سرو آزادہ
شجاع جہان و دلیر زمن	کہ نامش علم گشت حیدر حسن	کہ او از نژاد دل خیبر است	ہمہ سیرتش سیرت حیدر است

بتاریخ هفتم ربیع نخست ز فکرت شده میر دین نام جو کز یعنی تضمین لفظ غلام ۱۰۷۱	دریں باغ ایں سرو رعنا برست شد ایں سمتِ تاریخ میلاد او بجید ز تاریخش گشت نام ۱۲۹۳	بجو دید در روشنی ہمیں از من چو ایں گوہر کانِ صفا گوہر است بفضل خدا دو قادر بے نیاز	خطابش نمودند مظہر حسن خطابِ خوش شده حید است ابمر و باقبال ایں سرو ناز
بیفزائے برکاتِ لا انتہا	**غزل الفت در مدح حضرت اشرف قدس سره**		بفضل شہِ اشرف الاولیا
سعادت خانه زادی گوهر او ز سرواران بزم شعر او رو بادشاهی کے ازان گنج	سیادت زیب فرق افسر او نمی بینم کسے را همسر او که بوده خضر معنی رهبر او	بچشم اهل بینش هر اکسیر هما نا ناله موزوں کرونش را بس اے الفت مقام خود نگہدار	نمایہ جلوه ہا خاک در او شده عشق حقیقی رهبر او کجائی تو کجا شان فر او
باوجِ وصفِ دیگر مرغ فکرت	**حالات حضرت حکیم بادشاه قدس سره مصنف تذکره**		پروا فتد ز خود بال و پر او

جنابِ مستطاب سرحلقه کاملان فخرِ علمائے ہندوستان جامع الفضائل کامل الخصائل فاضل اجل عالم باعمل ملائک شیم صاحبِ جود وکرم بہشتی رو رضوان خو پیشوائے اربابِ صدق وصفا مقتدائے اصحابِ حلم وحیا افصح الفصحا ابلغ البلغاء اخترِ تابندۂ فلکِ سخندانی رشکِ انوری در روشن بیانی افتخارِ فخر رازی ہم نوائے سعدی شیرازی مطلعِ انوارِ طریقت منبعِ اسرارِ حقیقت نائب مناب شریعتِ مصطفے قائم مقام طریق علیِ مرتضی مقرب حضرت ایزد تعالی حاجِ بیت اللہ حافظِ کلام اللہ علامی فہامی نادر کلامی افضل الفضلا واکرم الحکماء عالی انساب علو انتساب سید الاقطاب مرشد اولی الالباب صاحب المقامات العلیہ واقفِ علومِ عقلیہ ونقلیہ امامِ صومعۂ ریاضت ساقیِ میکدۂ افاضت امام المتورعین سند الفقہاء والمحدثین سیدنا ومرشدنا مولانا ابو محمد حضرت سید شاہ فخر الدین احمد المعروف بحکیم بادشاہ آل نبی رفیعی القادری السہروردی النقشبندی المجددی قدس سرہ العزیز۔ ابتداءً آپ نے علومِ ظاہری معقول ومنقول کی تحصیل شہر لکھنؤ میں بعہدِ حکومتِ نصیر الدین حیدر جنت منزل بادشاہِ وقت بمحل سرائے مولوی محمد حیدر مرحوم دس سال تک مقیم رہکر علمائے فرنگی محل و دیگر متعدد فضلائے نامی وگرامی کی خدمت میں فرمائی اور علم حدیث اور فن قرأت وغیرہ دوسرے علمائے ماہرینِ فن سے تحصیل فرمایا آپکے اساتذہ کی تفصیل یہ ہے مولنا مولوی محمد نعمت اللہ ومولانا مولوی محمد معین ومولنا محمد اصغر ومولنا مفتی محمد ولی اللہ

ومولنا اخوند شیر محمد ولایتی ومولنا مولوی حسین احمد وحضرت سید عبد الرحمن مدنی۔

(۱) مولنا مولوی محمد نعمت اللہ ابن ملا نور اللہ بن ملا محمد ولی بن قاضی غلام مصطفےٰ بن ملا محمد اسعد بن ملا قطب الشہید جلیل القدر علماء فرنگی محل لکھنؤ سے تھے آپنے کل علوم درسیہ اپنے والد اور چچا مفتی محمد ظہور اللہ سے تحصیل کئے تھے علوم معقولات بالخصوص فن ریاضی میں آپکو ید طولیٰ حاصل تھا عرصہ دراز تک بلدہ لکھنؤ اور شہر فیض آباد میں آپ مفتی رہے پھر والی بڑودہ نے آپکو بلاکر نہایت اعزاز واحترام کے ساتھ خدمت بزرگانہ سے سرفراز کیا علماء کے سوا طبقہ امراء اور رؤسا میں بھی آپکا کمال احترام تھا۔ سنہ ۱۲۹۰ھ میں بمقام بنارس آپنے وفات فرمائی اب لکھنؤ میں آپ کے نبیرگان مولوی برکت اللہ مترجم تذکرۃ الاولیا وغیرہ اور مولوی عظمت اللہ موجود ہیں۔

(۲) مولانا مولوی ملا محمد حسین بن ملا مبین بن ملا محب اللہ بن ملا احمد عبد الحق بن ملا محمد سعید بن ملا قطب الشہید مستند علماء فرنگی محل سے تھے آپنے اکثر علوم درسیہ اپنے والد بزرگوار سے اور بعض اپنے برادران بزرگ ملا محمد حیدر اور ملا محمد صفدر سے حاصل کئے تھے۔ اکثر کتب درسیہ پر آپنے حاشیے بھی تحریر کئے آپکی تصانیف کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ ترجمہ اصحاب الرموز حصن حصین۔ غایۃ البیان فیما یحل ویحرم من الحیوان حاشیہ شرح ہدایۃ الحکمۃ۔ تفسیر آیات المیراث۔ رسالہ القرأۃ خلف الامام۔ المعینیہ فی تحریم المتعہ۔ مجموعہ الخطب والفتاوی آپنے سنہ ۱۲۸۵ھ میں وفات فرمائی آپکی اولاد لکھنؤ میں موجود ہے۔

(۳) مولنا مفتی محمد اصغر بن مفتی احمد ابی الرحم بن ملا محمد یعقوب بن ملا محمد عبد العزیز بن ملا محمد سعید بن ملا قطب الشہید مشہور فاضل خاندان علماء فرنگی محل سے تھے آپنے بعد حفظ کرلینے کلام اللہ شریف کے کتب درسیہ کی تحصیل اپنے والد بزرگوار اور ملا محمد مبین رح کے خدمت میں فرمائی اور عالم تبحر جامع معقول ومنقول ہوے منقول میں خاصتہً علم فقہ واصول میں آپکو کمال حاصل تھا خدمت افتا آپکے تفویض ہوئی کئی درسیہ کتابوں پر آپنے حاشیے تحریر فرمائے۔ چنانچہ مصنف کتاب خیر العمل نے آپکی فقاہت اور لطافت ظاہری وباطن کی تعریف فرمائی ہے۔ ۱۹ رجب سنہ ۱۲۵۵ھ میں آپنے وفات فرمائی آپکے پروتے مفتی محمد یوسف داماد مولنا مولوی محمد عبد الحی مرحوم زینت افزائے لکھنؤ موجود ہیں۔

(۴) مولانا مفتی محمد ولی اللہ بن ملا حبیب اللہ بن ملا محب اللہ بن ملا احمد عبد الحق بن ملا محمد سعید بن ملا قطب الشہید جلیل الشان خاندان علماء فرنگی محل سے تھے۔ آپنے کل علوم و فنون درسیہ کی تحصیل اپنے والد بزرگوار و چچا مولانا محمد مبین اور مفتی محمد ظہور اللہ اور مولانا عبد القدوس سے فرمائی تھی مختلف علوم میں کثیر التعداد کتب آپکے تصانیف سے صفحۂ ہستی پر یادگار موجود ہیں جنکی تفصیل یہ ہے۔ حاشیہ بر (حاشیہ سید زاہد رسالۂ قطبیہ) حاشیہ بر (حاشیہ زاہد بر تہذیب جلالیہ) حاشیہ بر (شرح ہدایۃ الحکمۃ صدری) حاشیہ بر (شرح عقائد الجلالی) رسالۂ ایقاظات فی بحث العلم شرح الیقاظات۔ رسالہ در مسئلہ تشکیک۔ رسالہ بحث کلامی ہذا کاذب۔ شرح مسلم العلوم شرح سلم الثبوت رسالۂ فارسی متعلق انتظام ریاست و سلطنت۔ رسالہ فارسی عمدۃ الوسائل۔ رسالہ فارسی نفحات الاربعہ نتیجۃ الطیبہ۔ تفسیر قرآن مجید ۴ جلدیں۔ حاشیہ بر (حاشیہ میر زاہد بر شرح مواقف) وغیرہ وغیرہ آپ اپنے ہمعصر علما اور امرا کی نگاہ میں نہایت ہی محترم اور محتشم تھے ۱۲۷۰ھ میں آپنے وفات پائی۔

(۵) مولانا اخوند شیر محمد ولایتی رحمۃ اللہ علیہ شاگرد رشید مولانا مولوی رشید الدین خان صاحب دہلوی و مولانا مولوی مفتی محمد ظہور اللہ فرنگی محل مشہور و معروف فضلا سے تھے۔

(۶) مولانا مولوی حسین احمد مرحوم ارشد تلامذۂ حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی سے تھے۔

(۷) مولانا مولوی حافظ سید عبد الرحمن مدنی قطب وقت محی اللیل ساکن متصل جدار حرم شریف مسجد نبوی جلیل القدر محدث علماء حجاز عرب سے تھے قرأت اور علم تجوید میں بھی آپ کو کمال حاصل تھا مزید کیفیت آپکی دریافت نہیں ہو سکتی۔ بعد تحصیل کتب متداولہ و تکمیل علوم درسیہ اولاً حضرت قبلہ نے اکتساب علوم باطنی حسب تعلیم سلسلۂ قادریہ سہروردیہ اپنے والد بزرگوار قطب الاقطاب حضرت سید شاہ محمد زماں القادری قدس سرہ کے خدمت میں فرمائی بعد وصال پدر بزرگوار و پیر اعظم مصنف مثنوی شریف ہذا آپ سجادہ نشین خانقاہ شریف ہوئے بعد تکمیل سلسلہ ہذا آپنے اپنے خسر حضرت مولانا مولوی سید محمد عاشق عرف میر فرخ علی میاں سے جو سادات محترم کڑہ سے تھے اور اونکا سلسلہ نسب جناب سید محمد فرزند حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ تک منتہی ہوتا ہے بعد بیعت طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں

اجازت تامہ پائی۔ اور خرقہ اور خلافت سے مشرف ہوئے۔ سند اجازت دلائل الخیرات و قصیدہ بردہ آنجناب نے شیخ الدلائل سید علی بن یوسف ملک الباشلی المدنی اور سند اجازت حزب البحر و طریق نماز تہجد و دیگر اشیاء مخصوص طریق نقشبندیہ حضرت شاہ احمد سعید احمدی مجددی سے زمانہ حج بیت اللہ ۱۲۷۲ھ میں حاصل فرمائے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں آپ کے کمالات اور حالات کا عالمگیر شہرہ اور آوازہ بلند ہوگیا ہر طرف سے عاشقان خدا و طالبان راہ صفا جوق جوق آنے لگے صدہا ہزارہا آدمی آپکے فیوضات ظاہری و باطنی کے برکات سے مستفید ہو کر کامل و مکمل ہوگئے۔

نظم

ازاں بعد خورشید تابندہ چنیں — کہ بد نام او سعید فخر دیں
جبینش پر از نور فضل و کمال — ہمی سر دو از جو سیادت جلال

طریقت مآب شریعت پناہ — بملک فضیلت یکے بادشاہ
رہ معرفت را شہ سالکاں — بمسند نگہ عرصۂ لامکاں

مفسر محدث فقیہ و کلیم — ادیب و طبیب و لبیب و حکیم
گزیں نائب سید المرسلیں — حسینی نسب سالک راہ دیں

طبیب مریضان درد دلی — دلش گنج سر خفی و جلی
چو با فخر رازی و از بوعلی — دہیم سبقتش باشد از جاہلی

کہ بودند آنہا ادیب و طبیب — یکے را نبد علم معنی نصیب
بنازم کہ حکمت پناہی کند — کہ در فقر خود بادشاہی کند

وقارش فزوں تر ز قطب سماست — بنے خیمہ دین اوتاد ہاست
ستون شریعت دستش بپا — محل سلوک از رخش پر ضیا

رقم زم فزونست فیضان او — کہ تشنہ لبان از رہ چارسو
چہ ڈھاکی چہ بنگالی و بھوگلے — چہ سندھی چہ کشمیری کابلے

چہ مدراس مرہٹ چہ گجراتیاں — چہ از وسط ہند و چہ سواتیاں
چہ نیپال و لاہور و ملتانیاں — چہ سلہٹ چہ بلوچ و مکرانیاں

بسی غزنوی و خراسانیاں — بسی مشہدی و صفاہانیاں
ارادت بدیں چشمہ آوردہ اند — بدخواہ خود فیضہا بردہ اند

باقلیم جاں شاہ آزادہ ام — ورا ایدوں خدا وند سجادہ ام
مرایں شاہ را ہم یکے شہریار — چو در تیم آمدہ یادگار

کہ طبعش بلیغ و کلامش فصیح — نہ او لیس ست نامش مسیح
حذاقت چو پیدا ز جنبش لباں — ملقب شدہ با مسیح الزماں

فضیلت پناہ ست حکمت مآب — ازیں رو مسیحا ست در انتخاب
چو آبا و اجداد صاحب طریق — بفضل و علوم ست بحر عمیق

بطفلی شدہ علامۂ روزگار — ہمہ دانیش بر ہمہ آشکار
شہ صوفیاں و سر نحویاں — امام ادیبان نادر بیاں

بعلم معانی و فن بیاں — سبق برد بر رو ہمہ منطقیاں
بمعقول و منقول و فقہ و اصول — بتفسیر قرآن و حکم رسول

بعلم فرائض بعقود ہی — بمثل از شباب ہنوز آگہی
در آیدون بفضل خدائے کریم — جواں ست در رود ہلی رائے حکیم

بگو سید او را حکیم ہمام خدایا تو ایں شاہ و شہزادہ را	کہ بر ذات او گشت حکمت تمام اگر زینت ہست سجادہ را	بتحصیل او بسکہ نازد دوا او فضیلت کہ بر فرق مسترشدان	کہ بر دست او کرد بعیت شفا بسے سالہا ظل گستر بماں

حضرت قبلہ کے رشید تلامذہ کی تفصیل یہ ہے

(۱) حضرت مولنا و مرشدنا مولوی سید شاہ حکیم مسیح الدین احمد صاحب صاحبزادہ و جانشین مدظلہ العالی (۲) جناب مولنا مولوی محمد عبد السبحان صاحب مرحوم (۳) جناب مولنا مولوی سید شاہ امیر الدین احمد صاحب برادر زادہ حضرت قبلہ دامت فیوضہم (۴) جناب مولانا مولوی سید شاہ حافظ احمد حسن صاحب مرحوم برادر زادہ حضرت قبلہ (۵) مولوی اشرف علی صاحب اور **خلفاء** کی تفصیل یہ ہے (۱) مولنا و مرشدنا حضرت صاحبزادہ صاحب دامت فیوضہم آپکے زمانہ کم سنی کی کیفیت اشعار ماسبق سے واضح ہوتی ہے فی زمانہ آپکے علم و فضل کمالات ظاہری و باطنی کی شہرت تام ہے و ذات بابرکات مرجع خاص و عام ہے۔ بہت سے تلامذہ علوم ظاہری علم فقہ و اصول اور حدیث و تفسیر و علم ادب و معانی حکمت و فلسفہ و ہیئت و ریاضی سے مستفید ہیں بالخصوص فن طبابت سے جسمیں آپ اسم بامسمّٰی مسیح وقت ہیں صدہا بلکہ ہزارہا آدمی آپکے فیضان سے متمتع ہو رہے ہیں اور کمالات علم باطنی ودیعت الٰہی بطور ترکہ آبا عن جد آپ کی ذات سرچشمہ آب حیات تک پہونچا اوس سے بھی ایک عالم بہرہ یاب ہوا اور خادمی مریدی سے مفتخر ہے ادام اللہ ظلہم العالی ما دام الایام و اللیالی۔

آپکی اولاد کی تفصیل یہ ہے کہ بڑی صاحبزادی صاحبہ ہیں انکے صاحبزادہ جناب سید شاہ حکیم انوار احمد صاحب ہیں جن سے بہت ہی امیدیں ہیں اور پانچ صاحبزادہ تھے۔ بڑے صاحبزادہ جناب حافظ مولوی حکیم شاہ سید حسن صاحب مرحوم تھے جو باوجود کم سنی کے علوم درسیہ اور کتب متداولہ سے فارغ التحصیل ہو کر فن طبابت میں شہرہ آفاق تھے کیوں نہو کہ سوائے کمالات علمی و زہد و تقوی کے اللہ تعالی نے دست شفا بخش عطا فرمایا تھا کوئی مریض ایسا نہوگا کہ اوسنے آپکی خدمت میں رجوع کیا ہوا اور اوسکو شفا حاصل نہوئی ہو اکثر صحت یاب ہو جاتے تھے اور اسوجہ سے آپکا آوازہ تمام شہر الہ آباد اور گرد و نواح میں بلکہ دور و دراز کے امصار و دیار میں ایسا کچھ ہو گیا تھا کہ دوسرے طبیبوں کے مطب بند اور ڈاکٹری علاج کی بیقدری ہو گئی تھی بقضائے الٰہی

عین عالم شباب میں بعمر ۲۰ سال ۸ ماہ بتاریخ ۲۰ رجب المرجب ۱۳۱۷ھ شب جمعہ وصال فرمایا۔ تمام اہل شہر و واقفین کے دل اس صدمۂ جانکاہ سے مصدوم ہیں۔

دوسرے صاحبزادہ جناب مولوی شاہ سید حسین صاحب مرحوم تھے انھوں نے بھی مثل اپنے برادر بزرگوار کے علم حاصل فرمایا تھا بعمر ۲۰ سال بتاریخ ۲۰ شوال المکرم ۱۳۱۷ھ کو وصال فرمایا ؏

پھول تو دو دن بہار جانفزا دکھلا گئے	حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے۔

تیسرے صاحبزادہ جناب مولانا سید شاہ حکیم محمد احسن سلمہ اللہ تعالیٰ ہیں اور چوتھے صاحبزادے جناب مولانا سید شاہ محمد محسن سلمہ اللہ تعالیٰ ہیں جو تحصیل علوم و فنون میں مشغول ہیں امید ہے کہ عنقریب اپنے آبائی کمالات میں دستگاہ کامل حاصل فرما کر جلوہ افروز مسند آبائی ہو کر فیض رسان خلائق ہونگے۔ اَللّٰهُمَّ اَبْقَاهُمْ عَلٰى رُؤُسِنَا۔ پانچویں صاحبزادہ جناب سید شاہ محمود تھے جنھوں نے زمانہ خورد سالی ہی میں وفات فرمائی۔

دوسرے خلیفہ والدی و مرشدی جناب حافظ حاجی محمد عباس علیخاں امروہی قدس سرہ بن محمد اعلیٰ علیخاں بن احمد علیخاں المعروف بہ غلام مولیٰ خاں بن محمد شمس الدین خان بن شیخ درویش محمد الملقب بہ نواب محمد درویش علیخاں اول عرض کرر و نائب میر بخشی و داروغہ توپخانہ رسالدار الاتہاعی بالاتہا امیر الامرائی و منصبدار پانصدی ہزاری دربار شاہان دہلی حضرت محمد فرخ سیر و محمد شاہ نور اللہ مضجعہما بن شیخ عبد الحکیم الملقب بہ شیخ ابو الحسن المخاطب بہ حکیم علیخاں بن شیخ جان محمد علی غفر اللہ لہم تھے۔

آپ ۱۲۴۹ھ میں بمقام امروہہ تولد ہوئے۔ بارہ سال کی عمر میں حافظ کلام اللہ ہوگئے اور تقریباً چھ ماہ کے عرصہ میں حسب ضرورت فارسی اور عربی کی تحصیل تا شرح ملا جامی فرمائی۔ کم سنی ہی میں آپکے والد بزرگوار نے وفات فرمائی اور خانگی کاروبار اہتمام دیہات جاگیرات آپکے ذمہ ہوا۔ بعمر ۲۴ سال ہنگامہ غدر شروع ہوا جسمیں نامور شرفا اور عزیز امراء خانہ ویران ہوگئے چنانچہ آپکے خاندان کے بھی کل جاگیرات اور ملک و املاک لاوارث قرار پا کر ضبط سرکار انگریزی ہوگئی۔ آپ آخر غدر ۱۲۷۳ھ میں حضرت حکیم بادشاہ صاحب قبلہ قدس سرہ العزیز کی خدمت مبارک میں الہ آباد

حاضر ہوکر مرید ہوئے۔ اور ایک عرصہ تک آپکے آستانۂ عالیہ پر مقیم رہے حتیٰ کہ شرف خلافت تامہ اور خرقہ سے سرفراز ہوکر مرخص و مامور بقیام اقلیم وطن ہوئے۔ ۵۲ سال کامل مسند ارشاد پر متمکن رہے صدہا ہزارہا آدمی آپکے مرید ممالک مغرب و شمال ہند و پنجاب اور اطراف کابل میں موجود ہیں دونوں طریقے یعنے قادریہ و نقشبندیہ کے سلوک کی کامل تعلیم دیتے تھے۔ اور مسائل مشکلہ تصوف وحدت الوجودی و وجودی اور شہودی بسہولت اور بصراحت منکشف فرماتے تھے۔ آپ نسبت صحیحہ کاملہ شیوخ متقدمین سے متصف تھے کشف و کرامات تو کوئی چیز قابل تذکرہ نہیں ہیں صدہا سے زیادہ ہونگے اکثر روزمرہ ظہور میں آتی رہتی تھیں البتہ مایۂ افتخار آپکے پیر و مرشد کا یہ ارشاد ہے جو آپ اکثر فرمایا کرتے تھے[1] اگر خدا تعالیٰ روز حشر مجھ سے فرمائیگا کہ ہمارے واسطے کیا لائے ہو تو میں اپنے حافظ جی کو پیش کرونگا کہ یا رب العزت میں تحفہ تیرے لئے لایا ہوں آپ کے متعدد خلفاء ہوئے بعض کے اسماء یہ ہیں (۱) سید راحت علی امروہی مرحوم المتوفی بتاریخ ۲۔ محرم سنہ ۱۳۰۳ھ (۲) مولوی محمد عمادالدین بچھرایونی (۳) مولوی تسلیم احمد صابری امروہی اگرچہ انھوں نے مرید بعد سلسلہ صابریہ چشتیہ میں دوسرے شیوخ سے بھی استفادہ کیا ہو (۴) حکیم سید کفایت علی احراری بلب گڈھی مرحوم المتوفی ۱۴ رجب سنہ ۱۳۱۲ھ روز دوشنبہ (۵) حافظ عبداللطیف خان امروہوی (۶) مولوی سید رحمت علی سنبھلی المتوفی ۲۰ صفر سنہ ۱۳۱۳ھ (۷) حافظ سید ارشاد علی مرادآبادی (۸) حافظ محمد اکبر شاہ امروہی (۹) شاہزادہ محمد امیر الملک عرف مرزا بلاقی دہلوی (۱۰) حافظ محمد رحمت اللہ امروہی اور (۱۱) خادم درگاہ شریف راقم الحروف عفی عنہ۔

حضرت حافظ صاحب قبلہ سلخ شعبان المعظم سنہ ۱۳۱۱ھ روز جمعہ بعد نماز جمعہ علیل ہوئے اور بتاریخ ۶ ماہ رمضان المبارک روز پنجشنبہ سنہ ۱۳۱۱ھ بعد نماز ظہر وصال فرمایا اور اوسی شب میں باغ روضۂ نواب محمد درویش علیخاں میں مدفون ہوئے۔ قطعۂ تاریخ وصال از شاہزادہ محمد امیر الملک تیموری عرف مرزا بلاقی دہلوی

قطعہ

حافظ عباس علیشاہ امام اقطاب
بود سرخیل حق شناس و واصل بیشک
سال وصالش نوشت ایں احقر
مرشد عارف و کامل بیشک

---

[1] حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید رح نے بھی جناب قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کے شان میں یہی ارشاد فرمایا تھا کہ اگر خدائے تعالیٰ بروز حشر مجھ سے ارشاد فرمائیگا کہ دنیا سے ہمارے واسطے کیا لائے ہو تو میں قاضی صاحب کو بارگاہ الہی میں پیش کرونگا ۱۲

تیسرے خلیفہ جناب خواجہ محمد سلطان لاہوری قدس سرہ العزیز تھے جو لاہور میں سے آپکے بہت سے مرید اور بعض خلفا موجود ہیں مزار شریف لاہور میں ہے چوتھے خلیفہ حکیم سید شاہ محمد رضا تھے جنھوں نے بلاد پورب میں قیام فرمایا تھا اور مزار شریف ناصری گنج ضلع گیا میں ہے اگرچہ حضرت حکیم بادشاہ صاحب قبلہ قدس سرہ العزیز بسبب مشغلہ تعلیم علوم دینیات فقہ و اصول و حدیث و تفسیر اور توجہات باطنی حلقہ ذکر و شغل و مراقبات بہت عدیم الفرصت رہتے تھے تاہم تصنیفات بھی فرمائے ہیں جیسے ازالۃ الشکوک والاوہام رد تقویۃ الایمان نذیر البشیر رد مولوی بشیر الدین سہسوانی۔ تحفۃ محمدی فی جواز الفاتحہ۔ و رسالہ مولد شریف وغیرہ اور گاہے گاہے نظم بھی فرماتے تھے۔ نظم

بسم اللہ کردم آغاز شرح مطلب دلہا
کلید قفل گنج قلب و حل جملہ مشکلہا

بر کوہ پیچ پیچم و قطاع الطریق
چہ سان سالم روی بنشان راہ خوف این ز خفا

برو مطرب ببزمم کہ در گوشم ہمی آید
صدائے احمدی ہر دم چو صوت جان جانہا

عکسے نہاد از رخ زیبا بجام ما
صبح فراق خندہ زند کے بشام ما

دریائے بے نشان گوہر معنی کجا رسد
زین سعی و کوشش و طلب نا تمام ما

نعمان از دست صیاد دیگر آورد از چمن ما را
بوسم دست باشے اگر رساند جانان ما را

ابشیر بلب شام مفتون دو حاجت بخیز بنشین ما را
سنو کرم جانا گوید برینان کو مکن ما را

فنا فی اللہ گردیدم جناب جاودان دیدم
چو بنیم بیا بنگر بمارد کفن ما را

زمزان بدرا من از غم وحدت خور ندمے
زین بادہ بہرہ نیست بجز خاص و عام را

اے بہار باغ دل از نور ایمان شما
رونق گلزار جان از آب حیوان شما

یا رسول اللہ جمال خود نما
بر من مشتاق جمال خود نما

تو کہ نور مصطفے و احمدی
نور ذات با کمال خود نما

فخر از ہجر تو بے صبر و سکون است
یا رسول اللہ جمال خود نما

بنگر کعبہ سان تا شد نور رخ خورشید
خود دل بران گشت عیانست و نہان نیست

دعا کہ نگویم بکسے سر پیدا
در مذہب عشاق چنین است و جنان نیست

جام صافی و بادہ گلگون مراد کار نیست
بوئے زلف است کردہ جانا حاجت آں نیست

بہ بحر معرفت زنند بحر گوہر معنی
گر آن بزرشان رسانے نشان پیش نہ ساحلہا

بیا اے جان جان من بچشم ساقیہ بنشین
کہ بر در طریقت سے توانی قطع منزلہا

سوئے مینا نشو الفخر و خوش خوان بعجز حفظ حا
الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا

تا لذتے ز لعل لبت در دہان ماست
ریزد مدام شہد و شکر از کلام ما

اے فخر فکر ذات مکن دام بادہ بین
عنقائے لامکان شود صید دام ما

در چشم کور شد اگر گریہ در شوق رخ یوسف
علاج نیست کنون جز بوئے پیرہن ما را

برائے خلق می پوشم عبا و جبہ پشمین
پئے خلق است بس این جامہ و دلق کہن ما را

آنچہ کہ خواست کرد قضا بد روان ما
در دام خود نبست تصرف غلام را

اے فخر بادہ نوش و مستی و عیش کوش
بگذار این عمامہ و تسبیح دام را

تلخ باشد در دہانم ذوق شیرینی و قند
گر نبوسم لب بر لب لعل بدخشان شما

شوق پابوست زحد افزون شدہ
شعشعہ نور جمال خود نما

طائر اوج تدلی بے زبان
از تلطف پر و بال خود نما

جز پرتو رخسار تو در کون و مکان نیست
بر دعوی من حاجت برہان و بیان نیست

نقصان نہ پذیرد گل حسن تو ز دوران
آن آن کہ ماکان بباغ تو خزان نیست

فخر معنش نہ بیند بسوئے غیر
بستہ رشتہ محبت اوست

بلبل گلزار قدسم و نا آرم سوئے خلد
خلد و فردوس بر من ہیچ نیست بے رخ دلدار

همچو فرهادم پئے شیرین بکوه و کوه ها — مسکن من روز و شب دامن کهسار نیست
غیر مینا جمله یارم دشمن که بے گزند — همنشین و همدم جز معشوق اندر کس اغیار نیست
دو چشم تو ناظر رخسار یار است — مرا با جنت و دوزخ چه کار است
بیا و آن دلارام و خوش اندام — بسان ابر چشم اشکبار است
همین چشم و دل کوے دلدار — بحمدالله که یارم در کنار است
زتنهائی من بوے گل شده مست — که شکل من بشاخ گل نزار است
چه خوش گفت است صاحب آنجا — بیا در شگ مژگان و صف نگار
بپرس اے فخر از جوهر شناسان — کلام تو چو در آبدار است
الغرض شوق تو دارد دل مضطر — در سجدم سوے تو چون قبله نما میگردد
فخر ایوان تو دوست و مقام تو بلند

عاشق دوست پرستی عاشقان را هیچ — الغرض عاشقان را بحکم دلدار نیست
بیخود و حیران و گم از شرب بیخودی — فخر را در راه حق جز بیخودی درکار نیست
دو عالم را کشیده ز تیغ — بسوزان تیغ ابرو تابدار است
بیا اے جان جان ناتوانم — دلم چون مرغ بسمل بیقرار است
رسے غافلم از ذکر دلدار — دلم با یار و دست من بکار است
بسوزد آتش عشقت چو لاله — همه تن داغ دارد و لاله زار است
دو عالم یک فروغ حسن یار است — مرا با جنت و دوزخ چه کار است
آرد از ترک خودی مرد خدا میگردد — دور از کبر و خودی ترک هوا میگردد
شعله ... میگردد — ... میگردد
زین سبب اهل نظر ... میگردد

رباعی

از قطره چو سیل آب می باید شد — در ذره چو آفتاب می باید شد
پروانه صفت گرد شمع بیش — سوزان سوزان کباب می باید شد

بتاریخ ۲۲ ربیع الثانی سنه ۱۳۱۰ بعمر دو سال وصال فرمایا مزار الہ آباد میں ہے قطعہ تاریخ مصنفہ سید وارث علی صاحب

وہ تاج عصر و قطب زمان شمس نگاہ — اہل کمال اہل سلوک ... — تھے فخر راز علم ... — معروف بادشاہ و فقیر ...
غوث وقت و دوست ... دستگیر — ابدال ... جمال ... پناہ — تکیہ ... فخر ... — ... تھے ...
تھی ... ذات ان کی ... — باطن ... اہل بصیرت ... — جس کو دل ... — ... کے ...
ذکر ... میں گذرتی تھی ساری رات — ہر شام ... شغل ... — ان کا ... — ... میں
ہر علم ... — نقصان ... — ... — ... یاد ...
... ناگہاں — پہونچا زمان ... نزدیک ... — خود دوست ... — ... نگاہ
... سب ... — شوق وصال دوست ... — جان ... — ... جذب عشق ...
خلوت ... جلوہ ... — مردان پارسا کی ... خاص ... — ... — ... بادشاہ
... — آباد ... ویرانہ خانقاہ

غزلیات حضرت اشرف علیہ الرحمہ

خصمِ خود کرده بسی اهلِ زمن | مالِ شان برده ز راهِ مکر و فن
ناگهان کفضلِ خدا ایش یار شد | در زمان مشغولِ استغفار شد
بازگشته از همه جرم و خطا | روی دل کرده بسوی کبریا
آنچه نزدِ ویش بود از مال و درم | یک بیک با خصم داده از ندم
میتوانست آنچه خصمِ خویش را | شاد کرده از سرِ خوفِ خدا
تا همه زر پیشِ خصمان بر نهاد | جامه هم از تن برون کرده بداد
مردی آمد گفت ای پاکیزه خو | که مرا چیزی همی باید ز تو
تهمتی آمد بنزدِ خویش داشت | از میانت بهرِ او بیرون گذاشت
عهدِ توبه با خدای خود ببست | خود نهان اندر گوای گشت
گفت حق ما را چنین توبه کنید | چنگ خود در دامِ عصمت زنید
گفت پیغمبر که خلاقِ جهان | شاد تر از توبه میگردد از آن
که بود شخصی بدشتِ هولناک | خسپد آنجا همچنان بر روی خاک
اشتری دارد که اسبابِ طعام | هر چه میدارد بر و باشد تمام
چون شود بیدار اشتر گم بود | خیزد و در جستجوی او شود
بیم آن باشد که از لب تشنگی | میرد از شدت بصد خستگی

پس بنزد عالمی نیکو خصال
رفت وا زوی همی پرسید این سوال

گفت او را هم ترا توبه بود
لیک زینجا رفتنت بهتر شود

هست این جای فساد از بهر تو
رو فلان جا ای جوان نیک خو

کان زمین هست از پی اهل صلاح
باشد آنجا بهر تو روی فلاح

چون جواب آن بگوش او فتاد
از ندامت روی خود آنسو نهاد

در میان راه فرمانش رسید
یک قدم برداشتن طاقت ندید

میل کرده آنطرف از صدر خویش
تا از آنجا افکند خود را به پیش

قدسیان را کشمکش آمد بهم
یک سوی رحمت دگر سوی الم

چون تخالف درمیان شان شد بخاست
هر یکی بگفت کان در جای ماست

حق تعالی گفت کانجا در روند
وان زمین را در مساحت آورند

گر قرین باشد از آن اهل صلاح
مستحق رحمت است و هم فلاح

ور بود نزدیک با اهل فساد
لایق تعذیب باشد آن عباد

چون بپیمودند او را قدسیان
یافته شبری بجای صالحان

قدسیان رحمت پروردگار
جان او بردند با عز و وقار

گر تو میخواهی مکان تائبان
یکنفس غافل مباش ای مهربان

قیمتش هرکس نداند بی‌شمار | میدهد او را که خواهد کردگار
نیست توبه آن بضاعت ای جوان | کان بود در خانهٔ هر مومنان
صد هزاران خلق را ایمان دهند | کی چنین توبه را آسان دهند
میدهند او را که شایسته بود | وز همه آفاق وارسته بود
در حق دل توبه را تریاق دان | بلکه او را آب حیوان ای جوان
نور توبه هر کجا تابان شود | کی درآنجا ظلمت عصیان بود
این سعادت را مده از دست خویش | ورنه بس حسرت بری ای نیک کیش
هر که او تائب نگردد در جهان | حق شمارا و کند در ظالمان

در بیان صبر که عبارت از حبس نفس است از متابعت هوی

هرچه آید بر سر تو از قضا | در صبوری کوش ای مرد خدا
صبر باشد حبس نفس ای دین شعار | صبر در هر چیز آید بکار
در بلا و نعمت و در خیر و شر | صبر باید کرد ای جان پدر
در نشست و خاست و گفت و شنود | صبر می باید ترا ای اهل جود
صبر را آمد ز خیر البشر | گفت مفتاح الفرج اندر خبر

دوم آن باشد که از هر منهیات / باز داری دست خود ای نیک ذات

گر قرینان بدت بر وی شوند / تا ترا در کار عصیان افکنند

اندر آنجا خویش را داری صبور / گفته کس را نیاری در حضور

سوم آن باشد که از رنج و بلا / آنچه آید بر تو از حکم خدا

از کسی هرگز نخواهی یاوری / التجا در حضرت حق آوری

اینچنین اندیشه سازی آن زمان / کین بلا را وقت باشد بیگمان

چون در آید وقت از من بگذرد / یا قضا آید مرا زینجا برد

زین دو معنی یک به پیش آید مرا / کی کند این هر دو را جز کبریا

همچنین قسم چهارم زاهدان / که گناهی پیش آید ناگهان

نفس و شیطان و هوا و یار بد / شهوت و پندار و غفلت چار بد

جمله گرد آیند تا از حق ترا / اندر آن عصیان در آرند ای فتا

تو در آنجا صبر گیری ای جوان / خویش را داری نگه زین دشمنان

تابع ایشان نگردی زینهار / بلکه با ایشان نمایی کارزار

زانکه حق فرمود در قرآن چنین / هست دشمن با شما دیو لعین

هم تو با او دشمنی گیری بجا / سر نیاری زیر فرمان هوا

پس بهر کاری که پیش آید کنون / نیست تدبیری بجز صبر و سکون
هر که او صابر نباشد در جهان / پیش حق قدری نیابد بیگمان
همچو نخلی کو ندارد ریشها / باد صرصر چون وزد افتد ز جا
گر نباشد هیچ صبر اندر میان / نخل ایمان هم بیفتد بیگمان
گر کنی در صفت جا این هفت چیز / بیگمان پیش خدا گردی عزیز
صبر را بر نام صبر باشد نظر / در حقیقت صابر آنست ای پسر
آنچه حق فرمود هیچ صابر آن / راست آید در حق او آن زمان
نعمت و ناز و عز و خود بیبین / رنج و محنت هست اسب مؤمنین
آنچنین گفت آن رسول نیک خو ﷺ / که خدا چون بنده را دارد عدو
با ملک گوید برو پیشش کنون / نعمت من ساز بهر او فزون
بغض دارم زو نه آوازش یقین / همچنین از خواندنش سازی یقین
ور خدا چون دوست دارد بنده را / با ملک گوید رسان سویش بلا
دوست میدارم ورا اندر جهان / خواندن و آوازه او را همچنان
تو بدان اکنون که این اسباب جا / از کرامات بود ای دین پناه
کار با خاصان نیست جز رنج و تعب / بر مصائب صبر کن ای باادب

رنج و راحت را بیکسان بنگرند | بلکه در رنج و بلا راحت برند
رنج این عالم ز نعما بشمرند | جان خود را در مصائب پرورند
مرد حق را تا نباشد این مقام | کی بجای اولیا یابد قیام
از کنوز حق بود رنج و بلا | کی دهد حق با کسی جز اولیا
ور دعا گفتی رسول حق چنین | آنقدر یارب بده ما را الیقین
که نگاه من بسوی تو بود | سختی دنیا همه آسان شود
هر کسی را هر چه بخشد خدا | بیدها او را که بیدا اند سزا
آنچه اندک تر بود با مردمان | نیست جز صبر و یقین اندر جهان
هرکه آن مستغرق مبتلی بود | کی دل او از بلا آگه شود
صبر بر دنیای دون باید ترا | صبر از ذکر خدا باشد خطا
هیچ صبرت نیست از کار جهان | صبر چون داری ز خلاق جهان
صبر کن بر نعمت و مال و منال | صبر کن بر شوکت و جاه و جلال
هر که صابر نیست بر رنج و الم | در محبت نیست صادق لاجرم
صبر چون ایوب کن اندر بلا | تا بیابی صحت و عیش و بها
صبر کن بر تلخی صبر ای پسر | عاقبت شیرین شود همچون شکر

گر بود راضی و صابر اندر آن | آن بلا تنها باشد بهر آن
حق تعالی از کرم آن بنده را | میکند از مقبلان با صفا
گر تو هستی راست در دعوای خویش | این همه آور بجا ای پاک کیش
تا همه گفت و شنودت حق بود | مردی و حیا آنکه هست یاور شود

در بیان شکر حق سبحانه

ای پسر بر خویش فضل حق شناس | باش دایم بر ره شکر و سپاس
نعمتش بر بندگان بسیار دان | رو نیابد هیچکس بر حق آن
هر دو عالم هست غرق نعمتش | کس نباشد بی نصیب از رحمتش
گر شماری نعمت او را شمار | در حد و اندازه ناید زینهار
در جهان هیچ کس نتوانی شمرد | کی بشکر او توانی راه برد
نیک دانستی چو جمله از خدا | شکر آن مجمل همیکردی ادا
گفت موسی در مناجات ای کریم | کافریدی آدم از صنع قدیم
نعمت هر گونه با وی شد عطا | او سپاس تو چسان کرده ادا
گفت دانست آنهمه از حضرتم | علم او بوده سپاس نعمتم
هر چه هست از حق همه نعمت بود | بر همه شکرش ترا واجب شود

شکر کن بر هر نفس ای با یقین	کین مدد از غیب می آید چنین
هر زمان در خویش دان این انتقال	گرمی دل را ببخشد اعتدال
گر نیاید این مدد با سوی تو	کی قیام تو بود ای نیک خو
وقت داود گشت پیدا این مگر	کآمدش پیش از رب بحر و بر ندا
که سپاس نعمتم گردان ادا	گفت داود ای خدای دوسرا
آنچه نعمت آمد از تو سوی من	شکر آن کردم ادا ای ذوالمنن
حکم شد از درگه رب جلیل	تا نگه دارد دم او جبرئیل
چون دمش بگرفت جبرئیل امین	گفت از جبرئیل داود این چنین
دست خود را از گلویم باز دار	تا برآرم این نفس ای غمگسار
آنچه طاعت کرده ام در عمر خویش	سه یکی دادم بتو ای پاک کیش
گفت جبرئیل ای نبی با صفا	نیست فرمان از جناب کبریا
گفت دست خود بنه ای جبرئیل	نصف طاعت بهر او کردم سبیل
تا نفس از من برآید این زمان	گفت فرمان نیست از رب جهان
گفت دو بخش از همه طاعت ترا	دادمت ای خاص درگاه خدا
دست خود را باز دار از من کنون	تا نفس از من همین آید برون

۳۱۴

نیست از محبوب مکروهست نعیم | چون کنی شکر خدای دادگر
هر که سازد در جهان شکر نعیم | نعمتش افزون کند رب کریم
ور کند کفران نعمت در جهان | ور نباشد با نخست افتد [illegible]
شکر نعمت هم ز توفیقش بدان | کی شود بی فضل او کار جهان
گرچه با یاد [illegible] نعمت او | شکر آن [illegible]
هرچه از حق [illegible] | نعمتش [illegible] یزدان ای یار [illegible]
نعمت آن باشد که اندر کار [illegible] | ول [illegible] با شدت [illegible]
آفریده هرچه حق اندر جهان | چار قسم آمد بحق مردمان
اول آن باشد که [illegible] | سود دارد زو بهر خلق خدا
آنچه علم و خلق نیکو [illegible] | در حقیقت نعمت است ای جوان
دوم آن باشد که [illegible] | [illegible] نباشد با یقین
آنچه نادانی و بد خوئی [illegible] | در حقیقت [illegible] نیست و بس
سوم آن باشد که در دنیا [illegible] | [illegible]
زان وران عالم بود رنج و [illegible] | آنچه [illegible] دنیا [illegible] فنا
هست این نعمت [illegible] جهان | [illegible] قلان